

بہارِ ادب و دفاعِ امام ابو حنیفہؒ

مولانا مدار اللہ مدار نقشبندی

امام ابو حنیفہؒ بارگاہِ نبوت کی بشارتیں

امام غلام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم قرآن و حدیثِ نفع میں یگانہ علم اور پیشوائے امت تھے۔ ان کے حالات اور اجتہادی کارنامے دوست تو کیا دشمنوں سے بھی خراج تحسین و سولہ کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کی شخصیت پر کچھ لکھنا خود لکھنے والے کے لئے سوار ہے۔

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل و مدرس اور مؤقر ماہ نامہ الحق کے معاون مدیر مولانا عبد القیوم حقانی نے تقاضائے وقت کو محسوس کرتے ہوئے "دفاعِ امام ابو حنیفہ" کے نام سے ایک قدر کتاب تصنیف کی جو تیرہ ابواب پر مشتمل ہے جن میں تقریباً ان تمام مسائل پر بحث کی گئی ہے جو عزتِ نظم کی عظیم شخصیت، حالات، سوانح اور ان کے علمی کمالات و اجتہادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اہم موضوع کو انہوں نے چھیڑا ہے وہ امام اعظم پر مبغضین کے بے با اور بے سرو پا الزامات و اختراعات کا جواب دفاع ہے۔ اور حق یہ ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور ادارہ مؤثر المصنفین دارالعلوم نے اسے شائع کر کے سواۓ عظیم اہلسنت اور امت پر عظیم احسان کیا ہے جس پر میں صدقِ دل سے ادارہ کو تبریک پیش کرتا ہوں۔ دیگر مسائل کے علاوہ کتاب میں ان امور پر بحث کی گئی ہے۔

تحصیل و تکمیل علم، اسفار حج، درس و افادہ، تلامذہ و مستفیدین، درسگاہ، الزامِ قلتِ حدیث۔ جس ابو حنیفہ پر مشتمل اقوال کی حقیقت، وصایا اور فصاحت، جلالتِ قدر، رطابتِ اعجاز و احتیاط، شجاعت، مناظرہ، امانت، ابو حنیفہ کا نظریہ سیاست جنئی تاویل کے حیرت انگیز واقعات، تقلید کی ضرورت اندازہ کی مضرت، عجیبہ اجماع و قیاس۔ تدوینِ شرائع۔ کتاب الاکار اور جامع المسانید وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امام اعظم نے اپنی بے مثال علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کی بروقت قرآن و حدیث سے مسائل و احکام مستنبط کیے اور یہ ان کی اولیات ہیں۔ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شرائع کی تدوین کی۔ اور مسائل و احکام کو مختلف ابواب

میں تقسیم کر کے انہیں موزوں ترتیب کے ساتھ جمع کیا۔ مولانا حقانی نے تدوین شراہج کے باب میں اس حقیقت کو خوب چیر چن کر لیا ہے۔ ان کے دئے ہوئے حوالوں میں ایک حوالہ یہ ہے:-
امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:-

من مناقب ابی حنیفۃ ابنہ النفود
فیہا السنۃ اول من دؤن الشرعیۃ
ورتبہ ابواباً۔
امام ابو حنیفہ کی ان بزرگیوں میں سے جن میں وہ
یگانہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ابو حنیفہ پہلے شخص
ہیں جنہوں نے شریعت کی ترتیب و تدوین
اور تبویب کا کام کیا۔
(تبیین الصیغۃ ص ۲۶)

امام عظیم کے مناقب و فضائل میں جو امر سب سے زیادہ قابل توجہ اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں ہیں۔ جو ان کے بارے میں کی گئی ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر
راقم الحروف بھی اپنی ایک تحریر قارئین الحق کی خدمت میں پیش کر دینا چاہتا ہے گو اس موضوع پر "دفاع امام
ابو حنیفہ" میں مستقل باب قائم کر کے جامع اور تفصیلی بحث کر دی گئی ہے تاہم احقر کی یہ تحریر بھی سلسلہ دفاع ابو حنیفہ کی
ایک کڑی اور قارئین کی دلچسپی کا ذریعہ بنے گی۔

احادیث صحیحہ اور آثار ہر سیکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام عالی مقام کے تولد سے پیشتر ان کی خبریں
پیشین گوئی کے طور پر اپنے ارشاد و سنت میں سنائی ہیں جن کا اخراج امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں کہا ہے
اور حافظ ابو نعیم نے "حلیہ" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے اپنی "معجم" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور قیس ابن سعد
سے بھی اور شیرازی نے "القاب" میں قیس بن سعد سے ان احادیث کا اخراج کیا ہے۔ پس محدثین میں سے ان احادیث
کا اخراج کرنے والے پانچ حضرات ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرنے والے صحابہ کرام تین بزرگ ہیں۔ پس
جاننا چاہئے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بدیں الفاظ مروی ہے۔

"لو کان الایمان عند النریا لذهب بہ رجل من فارس او قال من ابنا در فارس حتی یتنا ملہ"

اگر ایمان نریا پر ہوتا تو بھی فارس کا ایک آدمی اسے لے جاتا۔ یا حضور نے یوں فرمایا۔

کہ وہ آدمی اولاد فارس سے ہوگا۔ جو دین کو نریا سے واپس لے آئے گا۔

حدیث میں "نریا"، کا لفظ آیا ہے جو پروین کو کہتے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے تارے جو گچھے کی مانند معلوم ہوتے
ہیں وہ زمین سے بہت دور ہیں۔ جن کے بعد کا اندازہ اعداد و شمار کے احاطے میں نہیں آسکتا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ اگر ایمان روئے زمین پر نہ رہے اور نریا پر پہنچ جائے تو بھی اس کو فارس کی اولاد میں سے ایک آدمی نریا سے
واپس لے آئے گا۔

صحیحین کی بعض روایتوں میں ”لو کان الدین بالثیاب“ لکھا ہے۔ ”لو کان الدین بالثیاب“ لکھا ہے اور بعض نے اس میں ”لو کان الدین بالثیاب“ لکھا ہے۔

”لو کان الدین معلقاً بالثیاب لئلا یأخذوا من ابناء فارس“
اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو بھی اولاد فارس میں سے کچھ لوگ ثریا پر پہنچ کر اس کو لے لیتے۔
لیکن طبرانی کی روایت میں جو قیس سے مروی ہے یہ الفاظ نامذکور ہیں۔

”لا تالہ اوب لئلا یأخذوا من ابناء فارس“
نہ پائیں گے اس کو اہل عرب البتہ چند آدمی جو اولاد فارس میں سے ہوں گے۔ اس کو پائیں گے۔
مگر حافظ ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقلی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

”لو کان العلم بالثیاب لئلا یأخذوا من ابناء فارس“
یعنی اگر علم ثریا پر ہوتا تو اولاد فارس میں سے چند وہاں پہنچ کر اس کو حاصل کر لیتے۔
اور شیرازی کی روایت قیس کے الفاظ میں یوں ہے:

”لو کان العلم معلقاً بالثیاب لئلا یأخذوا من ابناء فارس“
اگر علم ثریا پر ہوتا۔ تو اس کو اولاد فارس میں سے ایک قوم پہنچے گی۔

ان آخری دو روایتوں میں ایمان اور دین کی بجائے لفظ علم واقع ہوا ہے۔ اگرچہ بظاہر لفظ ایمان۔ دین اور علم میں اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اختلاف عنوان اور لحاظ کے اعتبار سے ہے۔ معنوں اور ملحوظ ایک ہی چیز ہے یعنی حامل تینوں کا ایک ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ احادیث صحیحہ اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ اگر دین و ایمان اور علم دنیا سے ناپید ہو کر ثریا پر چلے جائیں تو البتہ یہی شخص جو اولاد فارس میں سے ہوگا اپنی کمال تحقیق سے وہاں پہنچے گا اور ان کو ثریا سے واپس لے آئے گا۔ اور انہیں اطراف و اکناف عالم میں منتشر کر دے گا۔ یہ مضمون نہایت مبہم کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیسٹیس گوئی کی طرز پر ”رجل فارس“ کے حق میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور اس سے اس ”مرد فارس“ کی کمال مدح مقصود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ”مرد فارس“ اپنے دوسرے ہم مشربوں کے مقابلے میں علم و اجتہاد اور استنباط مسائل میں ممتاز درجے پر ہوگا۔ اور امام الائمہ ہوگا۔

اب یہ فیصلہ کہ ناکہ ”مرد فارس“ سے کون شخص مراد ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حق مذاہب اربعہ میں دائر اور منحصر ہے۔ اور قیامت تک مذاہب اربعہ پر دین حق کا مدار ہے۔ اس لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی مخالفت دین کی مخالفت ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی سوائے امام اعظم

ابو حنیفہ سے "ابنار فارس" ہیں سے نہیں ہے۔ کیونکہ امام مالک اور امام شافعی بالاتفاق عرب میں سے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل "میرد" کہہ رہے تھے۔ جو خراسان میں واقع ہے۔ اسی طرح طبقہ محدثین خصوصاً ائمہ صحاح ستہ میں سے کوئی اہل فارس میں سے نہ تھا۔ چنانچہ امام بخاری بخارا اور امام ترمذی ترمذ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو دونوں توران میں واقع ہیں۔ اور امام مسلم نیشاپور کے تھے۔ جو خراسان کا شہر ہے۔ اور امام داؤد متوطن سیستان تھے۔ جو سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار کے متصل واقع ہے۔ اور امام نسائی شہر نسا کے رہنے والے تھے۔ جو خراسان میں واقع ہے۔ اور امام ابن ماجہ قزوین کے باشندے تھے جو عراق عجم میں واقع ہے۔

ان حقائق اور وجوہ کی بنا پر ائمہ مذاہب اربعہ اور ائمہ حدیث میں سے کوئی بھی امام احادیث مذکورہ کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں سے کوئی صاحب ابنار فارس میں سے نہیں ہے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ ہی بوجہ فارسی النسل ہونے کے احادیث مذکورہ کا مصداق ہیں۔

اور یہ امر کہ احادیث میں "رجل" واحد کا صیغہ اور "رجال" جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ تو یہ اس اعتبار سے ہے۔ کہ ممدوح تنبوع ہونے کی حیثیت سے تنہا ہو گا۔ تاکہ "رجل" کا مصداق بن سکے۔ اور یا اعتبار اتباع کے رجال کا مصداق ہے۔ کہ اس کے اتباع اور پیروکار اعظم رجال ہوں گے۔ اور اس کے تلامذہ علم واجتہاد کے اعتبار سے یگانہ عصر ہوں گے۔

یہ امر کہ امام اعظم کے فارسی النسل ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معتبر ترین ثبوت امام اعظم کے پوتے "سمعیل" کا وہ بیان ہے جس میں انہوں نے اپنے خاندان کو فارسی النسل کہا ہے۔ اور گھر کے آدمی کے بیان کے مقابلے میں دوسروں کے قبل قال کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں ہے۔ اس بیان کو مشہور و مسلم مورخ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ اور علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تصنیف "سیرۃ النعمان" میں امام اعظم کے نسب و حالات کے ضمن میں اس کو نقل کیا ہے :

خطیب بغدادی نے امام اعظم کے پوتے سمعیل کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے :

"میں بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں۔ ہم لوگ فارسی النسل ہیں

اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے۔" (سیرۃ النعمان ص ۱۳)

امام اعظم کے آباؤ اجداد کے نام فارسی کی طرز پر ہیں۔ چنانچہ مرزبان فارسی لفظ ہے جو رئیس کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ان کے نسب کا سلسلہ شاہ فارس نوشیروان تک پہنچتا ہے۔

اور جو لوگ امام اعظم کا رشتہ کابل سے جوڑنے میں وہ غلط ہے کیونکہ امام اعظم فارسی النسل ہیں۔ اور اہل کابل فارسی نہیں بولتے۔

میں یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو مذکورہ احادیث کا مصداق گردانتا صرف میرا استنباط نہیں ہے۔ بلکہ اکابر محدثین اور مجتہدین کی رائے بھی یہی ہے۔ اختصار کی خاطر میں صرف امام جلال الدین سیوطی کی رائے گرامی کو پیش کرتا ہوں۔ جس کو انہوں نے "تبيين الصيغ في مناقب أبي حنيفة" میں اقرار فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

وَبَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلَاءِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي حَدِيثِ أَخْرَجَهُ أَبُو نَعِيمٍ
فِي الْحَلِيَّةِ الْحَمْدُ وَالشَّيْخُ إِسْرَافِيلُ فِي الْأَلْقَابِ وَخَرَجَ الْبُخَارِيُّ وَاسْمُهُ فِي مَجْمَعِهِمَا
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ لَوْ كَانَ الدِّينُ الْحَدِيثُ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کے حق میں بشارت دی ہے۔ اس حدیث میں جس کا اخراج ابو نعیم نے "حلیہ" میں اور شیخ اسد الدین نے "الغاب" میں کیا ہے۔ اور امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے حدیث "لو کان الدین الحدیث" کا اخراج کیا ہے۔

امام سیوطی مذکورہ نقل احادیث کے آخر میں فرماتے ہیں :

فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة لا في حنيفة

یعنی یہی صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے۔ اس خوشخبری اور فضیلت کی جو احادیث میں ابو حنیفہ کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔

واضح رہے کہ امام جلال الدین سیوطی محدث کبیر، مصنف تصانیف کثیرہ اور علامہ عصر تھے۔ اور بعض محققین نے ان کو مجددین میں شمار کیا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ حنفی نہیں بلکہ شافعی تھے۔ اس لئے ارباب انصاف خود ہی یہ فیصلہ کریں کہ امام اعظم کو احادیث مذکورہ کا مصداق سمجھنے میں امام سیوطی کی بے لوث اور محققانہ رائے کس قدر قابل اعتماد اور قابل اطمینان ہے۔ اسی طرح دوسرے اکابر محدثین نے بھی کہا ہے کہ "احادیث فارس" سے امام اعظم ابو حنیفہ ہی مراد ہیں۔ لیکن اختصار کی خاطر ان کی آراء گرامی کا اندراج نہیں کیا گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ احادیث فارس سے حضرت سلمان فارسی صحابی مراد ہونے چاہیں۔ حالانکہ حضرت سلمان فارسی معروف صحابی ہیں۔ اور حدیث میں "رجل فارس" نیکو کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اور حدیث کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجل فارس زمانہ آئندہ میں ہوگا۔ اور حدیث میں "مرد فارس" کے علمی تفوق کو بیان کیا گیا ہے لہذا ریشہ فارس سے حضرت سلمانؓ کو مراد لینا قطعی غلط ہے۔

یہاں ایک اور حدیث بھی فضیلت امام اعظم میں پیش کی جاتی ہے جس کو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے اپنی تصنیف "الخصیرات الحسان" میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ جو احادیث امام اعظم کی عظمت و فضیلت پر دلالت

کر رہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے:

”رفع ذینة الدنيا سنة خمسين ومائة“

یعنی دنیا کی زینت و خوبی ایک سو پچاس ہجری میں اٹھ لی جائے گی۔

اس حدیث میں امام اعظم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ اسی سال فوت ہوئے تھے اور اسی وجہ سے شمس الائمہ کروری نے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص طور سے امام ابو حنیفہ پر محمول ہے کیونکہ علماء کبار میں سے کوئی بھی ان مذکورہ میں فوت نہیں ہوا تھا۔

امام اعظم کی جلالت قدر اور عظمت شان اس سے ظاہر ہے کہ ان کی سیرت و تاریخ اور اجتہادی کارناموں پر اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں جو کسی اور پر نہیں لکھی گئیں۔ ان مصنفین میں اکثریت ان اکابر مہرین کی ہے جو شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام اعظم کے سوانح اور ان کے علمی اور اجتہادی کارناموں پر چند لکھنے والوں اور ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں:

امام جلال الدین سیوطی شافعی نے امام اعظم پر جو کتاب لکھی ہے اس کا نام ”تبیذ فی المناقب ابی حنیفہ“ ہے۔ امام طحاوی صاحب معانی الآثار جو حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں پہلے شافعی المذہب تھے پھر حنفیت اختیار کر لی۔ امام اعظم پر ان کی کتاب کا نام ”مختار المہاجان“ ہے۔

حافظ ابن حجر مکی شافعی کی کتاب کا نام ”الخیرات الحسان“ ہے۔

امام اعظم پر لکھنے والوں میں علامہ جلال الدین سیوطی صاحب کتاب القرآن بھی شامل ہیں۔

حضرت امام اعظم ۹۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اس لحاظ سے ان کو تابعی ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ اور یہ فضیلت ائمہ مذاہب اور ائمہ حدیث میں کسی کو حاصل نہیں اور دوسری بڑی فضیلت ان کی یہ ہے کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل جیسے جہاں علم ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ امام اعظم کے شاگرد امام محمد حسن شیبانی امام شافعی کے استاد ہیں۔ اور ان کے شاگرد دکیع بن الجراح امام احمد بن حنبل کے استاد ہیں امام اعظم کے ایک اور نامور تلمیذ حضرت عبداللہ بن مبارک ہیں جن سے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں سینکڑوں احادیث روایت کی ہیں جو امام شافعی امام اعظم کی فتاویٰ کے دل و جان سے معترف تھے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے اپنی تصنیف ”تلاذ العقبان“ میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے جو انہوں نے امام اعظم کی تحسین و تحمید میں فرمایا تھا۔

”الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ“

سب لوگ فقہ میں ابی حنیفہ کی اولاد ہیں۔

صاحب در مختار اور دوسروں نے امام عبد اللہ بن مبارک کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے امام اعظم کی نشان میں کہے ہیں۔ ان میں سے یہاں صرف تین شعر پیش کئے جاتے ہیں :

لقد زان البلاد ومن عليها
 باحكام واثار وفقه
 فماني المشرقين له نظير
 امام المسلمين ايوحيقة
 كاياات الزبور على الصيغة
 ولا في المغربين ولا بكوفة

ترجمہ: امام اعظم نے شہر و اوران کے باشندوں کو آثار و احکام اور فقہ سے مزین کیا۔ آیاتِ کرمیہ کی مانند جن کو دوسرے صحیفوں پر زمینیت و فضیلت حاصل ہے۔ مشرق و مغرب اور تمام روئے زمین اور خود کو قدامت کی نظیر نہیں ہے۔ ایک سروے کے مطابق ائمہ اربعہ کے مقلدین اور پیروکاروں کے اعداد و شمار جمع کئے گئے تو ان کی رو سے امام اعظم کے مقلدین کی تعداد سب سے زیادہ نکلی۔ ان کے بعد امام شافعی اور پھر امام مالک اور ان کے بعد امام احمد بن حنبل سے مقلدین کی تعداد ہے۔

دنیا کے مفکرین اور ماہرین کی رائے میں امام اعظم کی فقہ کو سب پر فوقیت حاصل ہے اور ان کی فقہ اسلامی مملکت کا سرکاری مذہب بننے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ بہر حال اس تحریر کی انگلیخت کا ذریعہ دفاع امام ابو حنیفہ بنی جس جس کے مصنف مولانا عبد القیوم حقانی صاحب قلم ہی نہیں شعلہ بیان مقرر بھی ہیں۔ ان کی شخصیت کو جس چیز نے دلکش بنایا ہے وہ ان کا بے پناہ خلوص اور محبت ہے۔ ہم ان کے اور ادارہ مؤثر المصنفین کے ممنون ہیں کہ انہوں نے امام الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ”دفاع امام ابو حنیفہ“ کے نام سے ایک بلند پایہ کتاب تصنیف کر کے شائع کی۔ اور اسلامی لطریح پر ایک بے بہا اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی کتاب کو مقبول بنائے اور انہیں مزید موافق عطا فرمائے کہ وہ آئندہ بھی اپنے جواہر پارے قوم کے سامنے پیش کرتے رہیں ع

وَبَرَکَمُ اللہ عَدًّا قَالَ اَحِبُّنَا

وَيُرْحَمُ اللَّهُ عَبْدًا قَالَ احْبِسْنَا

افغانستان پر روسی جارحیت اور مومنین کی تحریک

مؤيد

تأليف الشاعر
مؤلف المصنفين
ليست منظر

موسیقی اور کچھ نغمہ گوئی، ان کی آواز سے اچھا گانا سب اور بیک بنایا سب ان کی خوش آواز سنائی
اخلاقی قیادت کے لیے ان حضرات سے اپنی سب سے سب باتوں کا جواب، ان کے نغمہ گوئی کی حکمت کی وضاحت،
حکمت آفرین نام اور سب سے مشہور مکتب کے نیک و مراد کی تحقیق، فیصلہ جلد سے جلد۔

اہم الواو کی ایک جھلک جبکہ برابر کی ذیلی غنومات پر،

۱۔ علی گڑھ کالج
۲۔ سریشیہ کالج
۳۔ سریشیہ کالج
۴۔ سریشیہ کالج
۵۔ سریشیہ کالج
۶۔ سریشیہ کالج
۷۔ سریشیہ کالج
۸۔ سریشیہ کالج
۹۔ سریشیہ کالج
۱۰۔ سریشیہ کالج

افغانستان پر ظلم و غبار کے بعد روس پاکستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔
 آج کے عالمی عداوت کے ساتھ ساتھ ملی جنگجوئی بن کر کھیلنے کی سربستہ ہو جائی۔ ایک بڑا کھیل اور
 کھیلوں کے عالم کے لیے دنیا کے کھیلوں کا کھانا بن جائے گا۔

جلال شاہد اس موضوع پر ایک مستند اور قیمتی کتاب

قیسۃ کا درجہ محنت و دوسرے کا دوزخ طاعت ملے۔ تبلیغ کے لئے کھڑے ہو کر ۲۴ گھنٹہ روز رات جس کیلئے صدہا ماتخذ کو کھانے کا لاگیا۔

آج ہی طلب فرمائیں